سوال

(18) مرنے کے چوتھے یا چالیسویں دن قرآن خوانی کرانا؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی شخص کے مرجانے کے بعد چوتھے یا چالیسویں دن یا اس کے علاوہ متعین یا غیر متعین دنوں میں کسی مردے کے نام پر قرآن خوانی کر کے اور غرباء کو کھانا کھلا کے ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ یا ناجائز؟ (حکیم عبد المنان از ڈمراوں ضلع آرہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن مجید پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے میت کے لئے استغفار کرنا جائز بلکہ احسن طریقہ ہے۔ رسمی طور پر دن مقرر نہ کرنا چاہیے۔ (18 ذی الحجہ 1362 ہجری)

تشریح

مردے کے واسطے ختم قرآن شریف پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ کہ قراءت قرآن کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے۔ یا نہیں۔ علماء حنفیہ کے نزدیک اور امام احمد بن حنبل رحمة اللہ علیہ کے نزدیک اور بعض اصحاب شافعی رحمة اللہ علیہ کے نزدیک پہنچتا ہے۔ اور اکثر علماء شافعیہ کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔ اور امام شافعی رحمة اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہی ہے کہ نہیں پہنچتا ہے۔ پس جن لوگوں کے نزدیک پہنچتا ہے۔ ان کے نزدیک سروے کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشنا جائز ہے۔ اور جن کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔ ان کے نزدیک نہیں جائز ہے۔ شرح کنز میں ہے۔

ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوة کان او صوما او حجا او صدقة او قراءة قران او غیر ذلک من جمیع انواع البر ویصل ذلک الی المیت و ینفعہ عند اہل السنة

امام نووی رحمة اللہ علیہ شرح مقدمہ مسلم میں لکھتے ہیں۔

واما قراءة القران فالمشہور من مذہب الشافعی انہ لا یصل ثوابہا الی المیت وقال بعض اصحاب یصل الی المیت و ثواب جمیع العبادات من الصلوات والصوم والقراءة وغیر ذلک

اورازکارمیں لکھتے ہیں۔

وذہب احمد بن حنبل وجماعة من العلماء وجماعة من اصحاب الشافعی الی انہ یصل واللہ اعلم بالصواب

(حررہ علی محمد عفی عنہ۔ (سید محمد نزیر حسین)

ہوالموفق

متاخرین علمائے اہل حدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل امیر رحمۃ اللہ علیہ نے سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو دلیلا بتایا ہے۔ یعنی یہ کہا ہے کہ قراءت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچنا ازروئے دلیل کے زیادہ قوی ہے۔ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نیل الاوطار میں اس کو حق کہا ہے۔ مگر اولاد کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے لئے قراءت قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے۔ کیونکہ اولاد کا تمام عملی خیر مالی ہو یا بدنی اور بدنی قراءت قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے۔ ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو معہ ترجمہ نقل کردینا یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام جلد اول صفحہ 206 میں ہے۔

ان ہذہ الادعیة ونحوہا نافعة للمیت بلا خلاف واما غیرہا من قراۃ القران لہ فاشافعی یقول لا یصل ذلک الیہ وذہب احمد وجماعة من االعلماء الی وصول ذلک الیہ وذہب جماعة من اہل السنة والحنفیة الی ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ کان اوصوما اوحجا اوصدقة اوقراۃ قران اوذکر اقري نوع من انواع القرب وہذا ہوالقول الارجع دلیلا وقد اخرج دار قطنی ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کیف یبرا بیویہ بعد موتہما فاجا بہ بانہ یصلی لہما مع صلوتہ ویصوم لہما مع صیامہ واخرج ابوداود من حدیث معقل بن یسار عنہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرا وا علی موتاکم سورۃ یس وہو شامل للمیت بل ہوا الحقیقة فیہ واخرج الشیخان انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یضحی عن نفسہ بکبش وعن امتہ بکبش وفیہ اشارۃ الی ان الانسان ینفعہ عمل غیرہ وقد بسطنا الکلام فی حواشی ضوء النہار بما یتضح منہ قوۃ ہذا المذہب انتہی

یعنی یہ زیارت قبر کی دعایئں اور مثل ان کے اور دعایئں میت کو نافع ہیں۔ بلا اختلاف اور میت کے لئے قران پڑھنا سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور امام احمد اور علمائ کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے۔ کہ قرآن پڑھنے کا یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اور علمائے اہل سنت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے۔ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قراءت قرآن یا کوئی اور زکر یا کسی قسم کی کوئی اور عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے۔ اور دار قطنی نے روایت کیا ہے۔ کہ ایک مرد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیونکر نیکی واحسان کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کے لئے نماز پڑھے۔ اور اپنے روزے کے ساتھ ان دونوں کے لئے روزہ رکھے اور ابو دؤد میں معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مردوں پر یٰس پڑھو۔ اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے۔ فی الحقیقت میت ہی کے لئے ہے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بھیڑا اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے۔ اور ایک اپنی امت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے۔ اور ہم نے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر بسوط کلام کیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے۔ نیل الاوطار میں ہے۔ صفحہ 335 جلد 3۔

والحق انہ یخصص عموم الایة بالصدقة من الولد کما فی احادیث الباب وبالج من الولد کما فی خبر اا لخثعمیة ومن غیر الولد ایضا کما فی حدیث المحرم عن اخیہ شیرمة ولم یستفصلہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل اوصی شبرمة ام لا وبالعتق من الولد کما وقع فی البخاري فی حدیث سعد خلافا للمالکیة علی المشہور عندہم وبالصلوۃ من الولد ایضا لما روي الدار قطنی ان رجلا قال یارسول اللہ انہ کان لی ابوان ابرہما فی حال دیاتہما فکیف لی ببرہما بعد موتہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان من البر بعد البر ان تصلی لہما مع صلاتک وان تصوم لہما مع صیامک وبالصیام من الولد لہذا الحدیث ولحدیث ابن عباس عند البخاري ومسلم ان امراۃ قالت یارسولم اللہ انامی ماتت وعلیہا صوم نزر فقال ارایت لوکان دین علی امک فقضیتہ اکان یودي ذلک عنہا قالت نعم قال فصومی عن امک واخرج مسلم وابوداود والترمذي من حدیث یریدۃ ان امراۃ قالت انہ کان علی امی صون شہر فاصوم عنہا قال صومی عنہا ومن غیر الولد ایضا لحدیث من مات وعلیہ صیام صام عنہ ولیہ ومتفق علیہ وبقراءۃ یس من الولد وغیرہ لحدیث اقروا علی موتاکم یس وبالدعا من الولد لحدیث اوولد صالح ید عولہ ومن غیرہ لحدیث استغفروا الاخیکم وسلوالہ التثبیت ولقولہ تعالی۔ وَالَّذِينَ جَاءُوا من

بَعدِہِم یَقُولُونَ رَبَّنَا اغفِر لَنَا وَلِاِخوَانِنَا الَّذِینَ سَبَقُونَا بِالاِیمَانِ ولما ثبت من الدعاء للمیت عند الزیارۃ الخ وبجمیع مایفعلہ الولد لوالدیہ من اعمال البر لحدیث ولد الانسان من سعیہ (1) انتہی

حاصل وخلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدر ضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ اپنے عموم پر نہیں ہے۔ اوراس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج ہے یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کےلئے جو صدقہ کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اوراولاد اور غیر اولاد کا حج بھی خارج ہے۔ اس واسطے کہ خثعمیہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے والدین کےلئے حج کرے۔ اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اور شبرمہ کے بھائی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حج کا ثواب میت کو غیر اولاد کی طرف سے بھی پہنچتا ہے۔ اوراولاد جو اپنے والدین کےلئے غلام آزاد کرے۔ تو اس کا بھی ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اوراولاد جو اپنے والدین کےلئے نماز پڑھے یا روزہ رکھے۔ سو اس کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے کے دار قطنی میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ تھے ان کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی اوراحسان کرتا تھا۔ پس ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیونکر نیکی کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کےلئے بھی نماز پڑھ اوراپنے روزہ کے ساتھ اپنے والدین کےلئے بھی روزہ رکھ اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں مر گئی۔ اوراس کے زمہ نزر کے روزے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بتا اگر تیری ماں کے ذمہ قرض (2) ہوتا۔ اوراس کی طرف سے تو ادا کرتی تو ادا ہو جاتا یا نہیں۔ ''اس نے کہا ہاں ادا ہو جاتا آپ ﷺ نے فرمایا روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ میری ماں کے زمہ ایک مہینے کے روزے ہیں۔ تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ کا بھی ثواب میت کو ملتا ہے۔ اس واسطے کے حدیث متفق علیہ میں آیا ہے۔ کہ جو شخص مر جائے اوراس کے زمہ روزے ہوں۔ تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔ اور سورۃ یٰس کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے۔ اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی اس واسطے کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے مردوں پر سورہ یٰس پڑھو۔ اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے۔ اولاد دعا کرے یا کوئی اور اور جو کار خیر اولاد اپنے والدین کےلئے کرے۔ سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے کے حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے۔ جب علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن اسماعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب اور قراءت قرآن وعبادات بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا خالی از فائدہ نہیں آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں۔

لایصل عندنا ثواب القراۃ علی المشھور والمختار الوصول اذا سال اللہ ایصال ثواب قراءت وینبغی الجزم بہ لانہ دعاء فاذا جاز الدعاء للمیت بما لیس للداعی فلان یجوز بما ھولہ اولی و یبقی الامر فیھموقوفا علی استجابۃ الدعاء وھذا المعنی لایختص بالقراءۃ بل یجرۃ فی سائر الاعمال والظاھر ان الدعاء متفق علیہ انہ ینفع المیت والحی والقریب والبعید بوصیۃ وغیرھا وعلی ذلک احادیث کثیرۃ بل کان افضل ان یدعو لاخیہ بظھر الغیب انتہی ذکرہ فی نیل الاوطار

یعنی ہمارے نذدیک مشہور قول پر قراءت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ سے قراءت قرآن پہنچنے کے ثواب کا سوال کرے۔ (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے۔ اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قراءت کا ثواب فلاں میت کو تو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہے گا۔ (یعنی دعا اگر اس کی قبول ہوئی تو قراءت کا ثواب میت کو پہنچے گا۔ اور اگر دعا نہ قبول ہوئی تو نہیں پہنچے گا۔)

اوراس طرح پر قراءت کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لایق ہے۔ اس واسطے کے یہ دعا ہے پس جبکہ میت کےلئے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے۔ جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے۔ تو اس کےلئے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ جو آدمی کے اختیار میں ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے۔ اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔ نزدیک ہو خواہ دور ہو۔ اوراس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کےلئے غائبانہ دعا کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (کتبہ محمد عبد الرحمٰن المبارک فوری عفا اللہ عنہ۔ فتاویٰ نزیریہ ج1ص 441۔444)

دیگر

اہدائے ثواب قراءت قرآن للمیت میرے نزدیک صراحتہ کسی مرفوع صحیح احادیث سے ثابت نہیں۔ نیز صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ثابت

نہیں۔ اس لئے مجھے اس ک مشروعیت میں تامل ہے۔ لوگ اہدا ثواب و نیابت وبدل میں فرق نہیں کرتے۔ اقراء علی موتاکم یٰس میں موتی کوابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر پر محمول کیا ہے۔ و نیز یہاں اہداء ثواب کی صورت بھی نہیں(3) ہے۔ واللہ اعلم۔ (حضرت مولانا) عبید اللہ رحمانی مبارکپوری 19 مئی 53ء)

1۔ نیل الاوطار طبع جدید مصری الجزالرابع ص 80۔ راز

2۔ ان احادیث پر قیاس کرکے اگر کوئی میت کی طرف سے قضا نماز ادا کرے تو ثواب پہنچنے کی امید قوی ہے۔ والعلم عند اللہ۔ (از مولانا ثناء اللہ 9 جولائی 37ء)

1۔ قراءت قرآن سے ایصال ثواب کے متعلق بعد تحقیق یہی فتویٰ ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کرکے ثواب میت کو بخشے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والا خود بغرض ثواب بغیر کسی رسم ورواج کی پابندی کے پڑھے۔ (از مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ) (9 جولائی 37ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 34

محدث فتویٰ